المنبر
وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
لائل پور
مدیر مسئول
عبدالرحیم اشرف

خاندانی منصوبہ بندی

کیا یوم محشر کی مسئولیت پر ایمان ان واقعات کا متحمل ہو سکتا ہے

دو خبریں ملاحظہ فرمائیے ایک پاکستان سے متعلق ہے دوسری کا تعلق [illegible] کے بارے میں
پاکستان کا خبریں بتایا گیا ہے۔

لاہور (خانہ [illegible]) میں ملازمت کی تلاش میں [illegible] سے لاہور گیا تھا اور یہاں ایک شخص نے ملازمت دلانے کا چکمہ دے کر ڈاکٹری معائنہ کے بہانے سے ایک ڈاکٹر کے پاس لے جا کر میرا آپریشن کرا دیا اور اس طرح میں ہمیشہ کے لئے [illegible] سے محروم ہو گیا ہوں۔ یہ بات ایک نوجوان نے [illegible] آواز میں نمائندہ [illegible] وقت [illegible] نوجوان کی آنکھوں میں آنسو [illegible] تھے اور اس نے بڑی بے بسی اور بے چارگی کے عالم میں بتایا کہ وہ لائل پور کا رہنے والا ہے اور ملازمت کے حصول کی خاطر [illegible] یہاں آیا تھا۔ چند یوم پیشتر بازار میں اسے ایک شخص ملا جس نے اسے خاندانی منصوبہ بندی کے دفتر میں ملازمت دلانے کا چکمہ دیا اور کہا کہ ملازمت سے قبل ڈاکٹری معائنہ کیا جائے گا۔ [illegible] اپنا ہمدرد جان کر اس پر اعتبار کر لیا اور پھر وہ مجھے [illegible] میں ایک ڈاکٹر کی دکان پر لے گیا، جہاں مجھے ساتھ لے جانے والے شخص [illegible] نام [illegible] معلوم کر کے ایک فارم پُر کر دیا۔

اس کے بعد ڈاکٹر مجھے [illegible] کمرے میں لے گیا اور مجھے کپڑے اتار دینے کو کہا میں نے سمجھا کہ شاید ڈاکٹری معائنہ کے دوران میرے جسم کا کوئی خاص حصہ بھی دیکھنا لازمی ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے کپڑے اتار دئے پھر ڈاکٹر نے مجھے بنچ پر لیٹنے کو کہا اور ایک ٹیکہ لگا دیا جس سے میں کچھ نیم بے ہوش سا ہو گیا، اسی حالت میں ڈاکٹر نے ایک فارم پر میرا انگوٹھا لگوایا۔ حالانکہ میں پڑھا لکھا ہوں اور دستخط کر سکتا ہوں۔ آدھ گھنٹہ بعد میرے حواس درست ہوئے تو میں نے اپنے آپ کو [illegible] پایا اور درد محسوس کرنے کے باعث [illegible] ڈاکٹر صاحب میرے حال پر رحم کرو۔ اس پر ڈاکٹر نے کہا [illegible] ہو گئی ہے اس کے بعد جب کہ میں اس بنچ پر بیٹھا تھا ڈاکٹر نے کچھ روپے میری جیب میں ڈالے اور [illegible] مجھے ساتھ لے جانے والا بھی اندر آ گیا۔ اس نے مجھے بازو سے پکڑ کر بنچ سے اٹھایا اور باہر لے گیا۔ اور کہنے لگا اب ہم [illegible] کے پاس چلتے ہیں باہر نکلتے وقت ڈاکٹر کے کمپاؤنڈر نے مجھے چند پڑیاں دیں اور کہا کہ انہیں پانی سے کھا لینا۔ مجھے ساتھ لے جانے والے نے ڈاکٹر کی دکان سے باہر نکل کر مجھ سے روپے لے لئے اور [illegible] بازار کے قریب مجھے ایک جگہ کھڑا کر کے یہ کہہ کر چلا گیا کہ تم یہاں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں، میں کافی دیر وہاں کھڑا رہا لیکن وہ نہ آیا اس دوران میں مجھے زخم کا درد تنگ کرنے لگا۔ میں پھر ڈاکٹر کے پاس آیا تو مجھے پتہ چلا کہ میرا آپریشن خاندانی منصوبہ بندی کے سلسلہ میں کیا گیا ہے۔

یہ تفصیل بیان کرنے کے بعد نوجوان نے پژمردگی کے عالم میں کہا کہ میں غیر شادی شدہ ہوں اور ان لوگوں نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے مجھے دھوکہ دیا گیا ہے۔ اب میرا کیا بنے گا۔

(نوجوان کی اس دکھ بھری روئیداد سننے کے بعد نمائندہ [illegible] نے جب متعلقہ ڈاکٹر [illegible] صاحب سے ان کے کلینک میں ملاقات کی تو انہوں نے کہا کہ اس نوجوان کو میرے پاس محکمہ خاندانی منصوبہ بندی کا ایک موٹیویٹر لایا تھا اور اس محکمے کے موٹیویٹروں کا یہ کام ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کے کام کو فروغ دینے کے لئے لوگوں کو آپریشن کرانے کی ترغیب دیں۔ ایسے ملازموں کے پاس محکمہ کا [illegible] ہوتا ہے اور ایک آپریشن کے انہیں پانچ روپے ملتے ہیں، جب کہ آپریشن کرنے والے ڈاکٹر محکمہ سے پندرہ روپے فی آپریشن لیتے ہیں۔ (باقی صفحہ [illegible] پر)

اس شمارہ میں

زر سالانہ
سالانہ ۱۲ روپے
ششماہی ۶ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے
ہندوستان میں ۱۲ روپے، ششماہی ۶ روپے
ہندوستانی حضرات [illegible] لکھنؤ
[illegible]

بزم الہدیٰ

بروہی صاحب کی توجہ کے لئے

اخی المکرم مولانا عبدالرحیم صاحب اشرف
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار جنگ راولپنڈی میں ایک خبر نے آپ کی خدمت میں یہ مراسلہ لکھنے پر آمادہ کیا ہے۔ اخبار کا تراشہ منسلک مراسلہ ہے۔

کراچی ۱۹ مئی (نمائندہ جنگ) پاکستان کے ممتاز ماہر قانون مسٹر اے کے بروہی نے کہا ہے کہ میں رسول کریم کی حیات طیبہ پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں میرے حق میں دعا کی جائے کہ میں یہ کتاب اپنی زندگی میں مکمل کروں انہوں نے کہا کہ اس کتاب کو پڑھ کر یہ محسوس ہو گا کہ ایک ورلیس کانفرنس ہو رہی ہے جس میں رسول اکرم شریک ہیں اور ان سے مسٹر کوسیگن، صدر جانسن اور ماؤزے تنگ عہد حاضر کے مسائل سرمایہ داری اور سوشلزم، جمہوریت اور آمریت، جنگ و امن اور نسلی امتیاز وغیرہ کے بارے میں سوالات پوچھ رہے ہیں۔

مسٹر بروہی نے کہا کہ عہد حاضر کے تمام مسائل کا حل قرآن و سنت میں موجود ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اجتہاد سے کام لے کر ان مسائل کے حل کے لئے قرآنی احکام کا اطلاق کیا جائے۔

اس خبر میں مشہور سے گو بروہی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر کتاب لکھنے پر بڑی خوشی ہوئی۔ مسٹر اے کے بروہی کے علمی رتبہ اور بصیرت کا قرآنی علوم پر معترف ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے۔ کہ بروہی صاحب اس ارادہ میں پوری طرح کامیاب ہوں یہ کتاب تبلیغ حق اور اللہ کے حضور قبولیت کا مقام حاصل کرلے۔ لیکن خبر کے مندرجہ ذیل الفاظ

"اس کتاب کو پڑھ کر یہ محسوس ہو گا کہ ایک پریس کانفرنس ہو رہی ہے اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہیں اور ان سے کوسیگن، صدر جانسن اور ماؤزے تنگ عہد حاضرہ کے مسائل سرمایہ داری اور سوشلزم جمہوریت اور آمریت، جنگ و امن، نسلی امتیاز وغیرہ کے بارے میں سوالات پوچھ رہے ہیں"

ان الفاظ سے ایک مبہم سا اندیشہ پیدا ہو رہا ہے کہ جناب بروہی صاحب علمی قرآنی بحث میں خدانخواستہ کوئی غیر مناسب جسارت نہ کر بیٹھیں۔

حکیم محمد حسن لدھیانوی
راولپنڈی

مراسلات واطلاعات

ہمارے دینی مدارس

پرنٹ پور مارٹس۔ مقامی جمعیت اہلحدیث کے امیر امام الدین خان صاحب نے اپنے ایک خصوصی بیان میں کہا ہے کہ ہمارے دینی مدارس کا وجود ہمارے ملک اور ہماری ملت کے لئے ایک بیش بہا اور انمول نعمت ہے۔ دو صد سالہ دور غلامی میں ہماری دینی اور مذہبی اقدار کی حیاتی و بقا کا واحد ذریعہ یہی مدارس ہیں جن کے طفیل شیخ الکل سید نذیر حسین حضرت میاں صاحب، مولانا عبدالرحمان مبارکپوری، مولانا شمس الحق ڈیانوی، مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، شیر پنجاب، مولانا محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ و دیگر مردان میدان فدایان اسلام شاہ شہید جیسی ہستیاں پیدا ہوئیں۔ یہ بزرگ کسی سرکاری یا نیم سرکاری کالج کی پیداوار نہیں تھے۔ بلکہ خالص دینی درسگاہوں کی پیداوار تھے۔ جنہوں نے اپنے اپنے عہد میں دین خالص کے مشہور ثابت ہوئے جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ آمین

ہمارے موجودہ مدارس بھی ایک حد تک کام کر رہے ہیں مگر قدرے ترمیم طلب ہیں مثلاً:

۱۔ کسی درسگاہ کے جاری کرنے کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہو۔

۲۔ نصاب تعلیم میں یکسانیت ہو اور جدید تعلیم کے مختصر ضروری کورس کو درس نظامی میں شامل کر لیا جائے۔

۳۔ طلبہ کے داخلہ پر یہ شرط ہو کہ کسی درس گاہ کو چھوڑنے کی صورت میں چلا جانا جائز نہ ہو۔

۴۔ سالانہ امتحانات خصوصاً فارغ التحصیل طلباء کے امتحانات ڈویژن وار یا ضلع وار مقابلہ کے امتحانات ہوں تاکہ لائق ترین علماء پیدا ہو سکیں۔

۵۔ سند دینے سے پہلے میٹرک پاس ہونا شرط ہو۔ ورنہ سند فراغت بھی ملتوی کر دی جائے۔

۶۔ ہر ضلع میں ایک معیاری درسگاہ ہو جس میں صرف اعلیٰ کلاسوں کا داخلہ ہو اور ان کی تربیت بھی معیاری ہو۔ ابتدائی مدارس اس کا تعارف کریں۔ دوسری درس گاہ کو ایک تربیتی ادارہ قرار دیا جائے جس کا دوسرا کام تحت ابتدائی اور ثانوی و عالیہ مدارس کی نگرانی کرنا بھی ہو۔

۷۔ طلباء کو کم از کم دستکاری بھی سکھائی جائے۔

۸۔ طلباء کا عمرہ کی رسم بھی پڑھایا جائے۔ تاکہ ایک دینی عالم بھی مربی ثابت ہو سکے۔

۹۔ روحانی اور جسمانی تربیت کا سلسلہ بھی ہو تاکہ انبیاء کے کا ہر ایک وراثت کا مالک دیانت سے مزید بہرہ ور ہو سکے۔

۱۰۔ تمام مدارس کا مشاہدہ ایک خاص نظام کرے جسے کوئی مرکزی مقامی متعین کرے جس کی پروستی جماعت کے ارکان مدارس کا تعاون کریں۔ ملک عطیہ کیا جائے۔ گزارش ہے اگر جماعت کے اہل ثروت اور ارباب ترقی ہمت کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ علمی دنیا میں انقلاب آ جائے اور جماعت کی کشتی کو ایک بار ساحل مل جائے بلکہ یقینی امر ہے اس صورت سے پورے عالم میں انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ (اللہم وفق)

انتقال پر ملال

وزیر آباد کی جماعت اہلحدیث کے معمر اور مقبول و ہر دلعزیز شخصیت جناب الحاج شیخ برکت اللہ صاحب مورخہ ۱۹/۲ مئی کی درمیانی شب کو بعمر تقریباً اسی سال پورے کر کے بعد رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم گوناگوں خوبیوں کے مالک اور اسلاف کا نمونہ تھے ہر کار خیر میں پیش پیش رہتے تھے۔ چند دن علیل رہ کر دورہ ہوا۔ آخر اپنے حقیقی مالک کے حکم کو قبول کرتے ہوئے جماعت اہلحدیث وزیر آباد کو داغ مفارقت دے گئے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ مرحوم کے لئے نماز جنازہ غائبانہ اور بخشش کی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

شریک غم۔ ابو مسعود عبدالرشید امرتسری
خطیب وزیر آباد (مغربی)

بقیہ: معرکہ سنت و بدعت

دو شعائر اپنی ہی سے ہو گیا اب بجز اس کے کوئی آرزو باقی نہیں رہی۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے کوئی سنت زندہ ہو سکے اور احوال و مواجید کا معاملہ اہل ذوق کے سپرد کر دیا جائے۔

★

ہفت روزہ
المنبر
لائل پور
جلد ۱۳ - شمارہ ۹
مطابق
۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ یکم جون ۱۹۶۹ء

قرآن کی قرأت موسیقی اور نوحے کے انداز میں

ارشاد:

عن حذیفة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم ولحون اهل العشق ولحون اهل الکتابین، وسیجیء بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والنوح، لا یجاوز حناجرهم، مفتونة قلوبهم وقلوب الذین یعجبهم شأنهم (رواه البیهقی فی شعب الایمان ورزین فی کتابه) مشکوٰة ص ۱۹۱

ترجمانی: سرورِ عالم آقائے نامدار ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قرآن کو عرب کے لب و لہجہ اور آواز میں پڑھو، بوالہوس، عشق زدہ لوگوں کی نغمہ سرائی اور یہود و نصاریٰ کے طریقہ قرأت سے بچتے رہو۔

اور (آگاہ رہو) میرے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو موسیقی اور نوحہ خوانی کے انداز میں گا گا کر پڑھیں گے، قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ خود بھی فتنہ میں مبتلا ہوں گے اور ان لوگوں کے قلوب بھی فتنہ ہی کا شکار ہوں گے جو ان کی اس نغمہ سرائی اور قرآن کو گا گا کر پڑھنے کو پسند کریں گے۔

تفہیم: قرآن، اللہ رب العزت کی کتاب ہے، جس کے نزول کا مقصد انسانی قلوب کا تزکیہ، معرفت الٰہیہ کی راہ دکھانا، ایک ایسے نظریہ میں داخل کرنا اور انسان کو قرب الٰہی کی نعمت سے سرفراز کرنا ہے۔

قرآن کتاب نصیحت و موعظت ہے، اس کی تلاوت، اس کے سننے، اس پر غور و فکر، اس میں تدبر کا حاصل قلوب کی انابت، خشوع، خضوع، رقت و زاری اور خدائے ذوالجلال کے حضور اخلاص و عبدیت کا اظہار ہے اہل حق کی علامت خود قرآن نے یہ بیان فرمائی:

واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاهدین (المائدہ ۸۳)

اور جب وہ اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوا تو تم مشاہدہ کرتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوتا ہے اس لئے کہ انہوں نے آیات قرآنیہ سے حق کی معرفت حاصل کی اور وہ پکار اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمارا شمار ان لوگوں میں کر جو آپ کے وجود، صفات اور آپ کی آیات کی حقانیت کے شاہد بن کر کھڑے ہوئے ہیں۔

اور انسان ہی کیا، اس کتاب کی خصوصیت تو یہ بھی ہے کہ اس کی آیات بینات پہاڑوں کے سینے چاک کر دیں اور ان سے چشمے جاری کر دینے کی قوت بھی اپنے اندر رکھتی ہیں اور ان کا یہ اثر کیا دلی نہیں۔ لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرأیته خاشعا متصدعا من خشیة اللہ کی نعمت حقانیت کا کرشمہ ہے اور یہ پہاڑوں میں سوز و گداز پیدا کر سکتی ہیں، لیکن قرآن کے یہ اثرات اسی صورت مشاہدہ کئے جا سکتے ہیں جب اسے خشوع و انابت کے ساتھ پڑھا جائے، اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا جائے، اس کے پڑھنے اور سننے کے وقت اس کی ہیبت و جلال قلب و ذہن پر طاری ہو، اس کی عظمت کا احساس، اس کے نازل فرمانے والے ذوالجلال کی عظمت کا عکس ہو اور اس کی تلاوت و قرأت سے مقصود و مطلوب، نصیحت حاصل کرنا، راہ نمائی پانا، خدائے قدوس کے حضور عبدیت کے نذرانہ کو پیش کرنے کی استعداد اپنے اندر پیدا کرنا اور قرآن کے پیدا کردہ سانچے میں ڈھل جانے کے لئے اپنے آپ تیار کرنا ہو۔

لیکن جب قرآن کی تلاوت اور اس کے سماع سے مقصود خوش الحانی ہو، محافل کا ماحول کا تقاضا بن جائیں، سامعین کی احسنت و مرحبا، پڑھنے والوں کو ایسی تکنیک اختیار کرنے پر آمادہ کرے جس سے واہ واہ کے ڈونگرے زیادہ سے زیادہ برسائے جانے کی توقع پیدا ہو۔ قرآنی محفل، داد کے نعروں، پڑھنے والوں کی مدح سرائی اور قاریوں کے حصول ستائش کا ماحول اختیار کر لے یا جب قرآن کو غلط نحوی کے ساتھ آواز کے اس انداز کے زیر و بم ترجیع (حدیث میں اسے یرجعون بالقرآن سے تعبیر فرمایا گیا ہے) اور طوالت صوت کی صورت میں ظاہر کیا جائے جو آج کل پڑھنے والوں کا انداز ہے --- تو اس سے نزول قرآن کے وہ تمام مقاصد فوت ہو جاتے ہیں جو اوپر بیان کئے گئے اور اس تلاوت و قرأت سے وہ فوائد حاصل نہ ہوں گے جو خشیت، خضوع، انابت، توجہ الی اللہ، سوز و گداز اور عمل صالح کی ترغیب کی صورت میں رونما ہونے کی صورت میں قرآن کو اخلاص کے ساتھ اور مسنون طریق پر پڑھنے سے لازماً حاصل ہوتے ہیں۔

ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں خصوصیت سے لحون عرب کے مطابق پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے اور غنا و نوحے کے انداز نیز اہل عشق اور یہود و نصاریٰ کے طریق اور موسیقی کے اسالیب پر تلاوت سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس باب میں بعض احادیث کے اس طریق قرأت و تجوید کو راہ نہ دی جائے گا جو کان پر ہاتھ رکھ کر صدا لگانے، بانسری بجانے اور عاشقانہ موسیقی کے رسیا اہل ہوس کا طریق ہے بلکہ اس سادہ طریق قرأت و تجوید کو جو قدیم طریقہ ہے، اختیار کرنے سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے نور کا دریا اپنی جلالت شان اور ثقاہت کے ساتھ رواں دواں ہے اور جس کی عظمت و جلال سے دل مرعوب ہوئے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن سے صحیح استفادہ اور اس کتاب ہدایت سے زیادہ سے زیادہ اپنے قلوب کی تاریکیوں کو دور کرنے کی توفیق سے نوازیں۔

گذشتہ شمارہ کا اداریہ اصحاب احتساب کے ہاں سے ہنوز واپس نہیں آیا۔ البتہ فون پر اطلاع ملی کہ اس کا ایک حرف بھی قابل اشاعت نہیں ہے۔

اس کے بعد دوسرا اداریہ ارسال کیا گیا، جس کے متعلق ابھی تک کچھ پتہ نہیں کہ کیا حکم صادر ہوا۔

افاداتِ مجدد الف ثانیؒ

ملک حسن علی

معرکۂ سنت و بدعت

بدعت میں نہ کوئی نور ہے اور نہ کسی بیماری کی شفا ہے

متضرعاً الی اللہ ... بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات رعایۃ السنۃ السنیۃ مع الاجتناب عن البدعۃ الغیر المرضیۃ وان کانت البدعۃ تری مثل فلق الصبح لانہ فی الحقیقۃ لا نور فیہا ولا ضیاء ولا علاج فیہا لعلیل ولا شفاء لا لعلیل منہا البدعۃ اما رافعۃ للسنۃ او ساکتۃ عنہا والساکتۃ لا بد ان تکون زائدۃ علی السنۃ فتکون ناسخۃ لہا فی الحقیقۃ ایضاً لان الزیادۃ علی النص نسخ لہ فاذا البدعۃ کیف ما کانت رافعۃ للسنۃ نقیضۃ لہا فلا خیر فیہا ولا حسن فیہا ولیت شعری من این حکموا بحسن البدعۃ المحدثۃ فی الدین الکامل والاسلام المرضی بعد تمام النعمۃ ولم یعلموا ان الاحداث بعد الاکمال والاتمام وحصول الرضا بمعزل عن الحسن فماذا بعد الحق الا الضلال ولو علموا ان الحکم بحسن المحدث فی الدین الکامل مستلزم لعدم کمالہا وشاہد علی عدم اتمام النعمۃ لما اجترؤا علیہ۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم، مکتوب ۱۹)

ترجمہ:۔ ... سے التجا ہے کہ حضرت سید المرسلین کے طفیل اور بدعت اختیار کریں روشن سنت کو بجا لائیں۔ اور ناپسندیدہ بدعت سے پرہیز کریں۔ اگرچہ بدعت صبح کی سپیدی کی مانند روشن ہو لیکن درحقیقت اس میں کوئی روشنی اور نور نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس میں کسی بیماری کی دوا ہے اور نہ کسی مریض کی شفا ہے کیونکہ بدعت دو حال سے خالی نہیں ہو سکتی یا تو سنت کی رافع ہوگی یا اس سے ساکت ہوگی۔ ساکت ہونے کی صورت میں ضرور سنت پر زائد ہوگی۔ اور سنت پر زیادتی گویا سنت کو منسوخ کرنا ہے کیونکہ نص پر زیادتی نص کی ناسخ ہے پس معلوم ہوا کہ بدعت خواہ کسی قسم کی ہو سنت کی رافع اور اس کی نقیض ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کی خیر نہیں۔ اور نہ کوئی حسن ہے۔ ہائے افسوس!! انہوں نے دین کامل اور اسلام پسندیدہ میں جبکہ نعمت تمام ہو چکی ہے بدعت محدثہ کے حسن ہونے کا کس طرح فیصلہ دیا ہے یہ نہیں جانتے کہ دین کے اکمال و اتمام پر اور رضا کے حاصل ہونے کے بعد دین میں کوئی نیا کام پیدا کرنا حسن سے کوسوں دور ہے فماذا بعد الحق الا الضلال اگر یہ لوگ جانتے کہ دین میں محدث امر یعنی بدعت کو حسن کہنا دین کے کامل نہ ہونے کو مستلزم ہے اور نعمت کے ناتمام رہنے پر دلالت کرتا ہے تو ہرگز اس قسم کے حکم پر دلیری نہ کرتے۔

بدعت کی شامت

سید البشر نے فرمایا ہے علیہ وآلہ الصلوات والتسلیمات من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد۔ چیزیکہ مردود باشد حسن از کجا پیدا کند و قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الہدی ہدی محمد وشر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبداً حبشیاً فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ۔ ہرگاہ ہر محدث بدعت باشد و ہر بدعت ضلالت پس معنی حسن در بدعت چہ بود ایضاً آنچہ از احادیث مفہوم میگردد آنست کہ ہر بدعت رافع سنت است تخصیص ببعض ندارد پس ہر بدعت سیئہ بود قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ وعن حسان قال ما ابتدع قوم بدعۃ فی دینہم الا نزع اللہ من سنتہم مثلہا ثم لا یعیدہا الیہم الی یوم القیامۃ

(مکتوبات دفتر اول مکتوب ۱۸۶)

ترجمہ:۔ حضرت خیر البشر فرماتے ہیں کہ جس نے ہمارے اس دین میں ایسی نئی چیز پیدا کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے۔ اور جو چیز مردود ہے اس میں حسن کہاں سے آسکتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ سب سے اچھی کلام کتاب اللہ ہے اور بہتر راستہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا راستہ ہے اور تمام امور سے بدتر محدثات ہیں اور ہر محدث (نو پیدا شدہ) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے نیز آپ نے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے حکموں کو سنو اور اطاعت کرو اگرچہ حبشی غلام ہو کیونکہ جو کوئی تم سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا پس تمہیں لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس کے ساتھ پنجہ مارو اور دانتوں سے مضبوط پکڑو اور نئے پیدا ہونے والے امور سے بچو۔ کیونکہ ہر نیا امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے پس جب ہر بدعت گمراہی ہے تو بدعت میں حسن کیا ہو سکتا ہے نیز جو کچھ حدیث سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر بدعت سنت کی رافع ہے۔ بعض کی کوئی خصوصیت نہیں پس ہر بدعت سیئہ ہے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی قوم بدعت پیدا کرتی ہے تو اس کی مثل ایک سنت اٹھالی جاتی ہے پس ایک سنت کے ساتھ چنگل مارنا بدعت کے پیدا کرنے سے اچھا ہے۔ حضرت حسانؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی قوم بدعت پیدا کرلیتی ہے تو خدا تعالیٰ اس کی مثل ایک سنت کھینچ لیتا ہے اور پھر قیامت تک وہ سنت دوبارہ ان کی طرف نہیں لوٹاتا

سنت سے عشق

این فقیر از نقد وقت خود چہ نویسد کہ مقتبس از علوم و معارف و از احوال و مقامات در رنگ ابر نیسان ریختند و کاریکہ باید کرد بعنایت اللہ سبحانہ کردند حالی آرزوئے کہ ماندہ است الا آنکہ احیاء سنتے از سنن مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نمودہ آید و احوال و مواجید مر ارباب ذوق را مسلم باشد

(مکتوبات دفتر اول مکتوب ۴۳)

ترجمہ:۔ یہ فقیر اپنی حالت کا کیا ذکر کرے کہ کتنا ... علوم و معارف اور احوال و مقامات کی بارشیں موسم برسات کی بارشوں کی طرح مجھ پر برسائی گئیں اور جو کام کرنا چاہئے تھا

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

اسلام کا مستقبل تو قطعی طور پر روشن ہے

البتہ مسلمانوں کا مستقبل تاریک دکھائی دے رہا ہے

مدیر المنبر مسجد مبارک ... لائلپور ہمیشہ مستقل طور پر خطبہ جمعہ دیتے ہیں۔ ہر مرتبہ بعض احباب نے ٹیپ ریکارڈ سے آپ کا خطبہ قلم بند کیا اور انہی کے شوق کے پیش نظر ان صفحات میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

محمد شاکر ...

قال اللہ تعالیٰ۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شھیدا۔ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔

یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے ہاں طے ہے کہ اس دنیا کا خاتمہ اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک وہ دور نہ آ جائے جس میں دنیا کے تمام مذاہب قطعی طور پر نیست و نابود ہو جائیں۔ اور اسلام ایک غالب دین کی حیثیت سے پوری دنیا پر نافذ اور جاری ہو۔ جب تک یہ وعدہ نہیں آتا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر یقین کا اظہار فرمایا کہ لو بقی من الدنیا یوم واحد لطول اللہ ذالک الیوم۔ اگر ایک ہی دن اس دنیا کی عمر کا باقی رہ گیا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام اس دن کو اتنا لمبا کر دیں گے کہ دین کے غلبے اور دین کے اس دنیا پر جاری ہونے اور نافذ ہونے کا جو وعدہ کیا گیا ہے وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ فرمایا کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اللہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو بہترین نظام زندگی دے کر بھیجا اور حق پر مبنی دین دے کر اپنے نبی پر نازل فرمایا۔ اس کا منشا یہ ہے لیظھرہ علی الدین کلہ تاکہ اس دنیا میں پائے جاتے ہیں جس قدر بھی افکار و نظریات اور فلسفے پائے جاتے ہیں ان سب پر یہ غالب ہو سکے۔ یہ آیت دو مقام پر آئی ہے۔ ایک کے خاتمہ پر یوں فرمایا کہ یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا ولو کرہ المشرکون۔ اگر مشرک کے ضمیر پر کتنا ہی ناگوار محسوس ہو، یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ دوسرے مقام پر فرمایا وکفیٰ باللہ شہیدا۔ اللہ کی شہادت کافی ہے اس بات کے برحق ہونے کے لئے کہ اس نے وعدہ فرمایا کہ اس دین کو غالب کرے گا۔ اس سے بڑی کوئی ثبوت نہیں دیا جا سکتا۔ اس وقت اگر ہے کوئی ... اسلام کے روشن مستقبل میں کسی بھی ایسے شخص کو کوئی شک و شبہ نہیں ہے جو اللہ کو اللہ اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا سچا رسول

دنیا پر ہے۔ جتنا یقین خداتعالیٰ کے وجود اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ہے اتنا ہی یقین اس وعدہ پر بھی ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ اس زمین پر اللہ کے دین کے سوا کوئی دین موجود نہیں ہوگا۔ یہاں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ اس عہد کا تعلق صرف قیامت کے قریب حضرت مہدی علیہ السلام ہی کے زمانے سے ہے۔ نہیں، اس زمانے کے علاوہ بھی متعدد مواقع ایسے آ سکتے ہیں جبکہ دین دنیا کے بیشتر حصوں پر نافذ اور جاری ہو اور انسانی زندگی پھر سے عروج و ارتقاء کی منازل سے ہمکنار ہو۔

خطرہ اسلام کو نہیں مسلمانوں کو درپیش ہے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا، دین کا مستقبل تو بہر حال روشن ہی ہے اور دین کو کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ رہا یہ سوال کہ جب کسی خطرے کا اظہار کیا جاتا ہے یا اسلام کے خلاف جو قوتیں کبھی کسی دور میں یا بالخصوص آج دنیا میں ابھر رہی ہیں اور ہم پر چھائے ہوئے ہیں ان کی جانب مسلمانوں کو توجہ دلائی جاتی ہے تو اس کا معنی یہ نہیں کہ اسلام کے بارے میں کسی خطرہ کا احساس دلایا جا رہا ہے۔ اسلام تو دین حق ہے۔ وہ اس وقت بھی دین حق تھا جب سوائے ایک شخصیت یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کو ماننے والا کوئی بھی موجود نہ تھا۔ اسلام اس وقت بھی دین حق تھا۔ یہ اس وقت بھی دین برحق تھا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بستر چھوڑ کر رات کی تاریکی میں اپنے گھر سے نکل جانا پڑا۔ اور آپ غار ثور میں پناہ گزیں تھے اس وقت بھی یہ دین برحق تھا۔ اس وقت بھی یہ دین برحق تھا جب بدر کے میدان میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ رہے تھے "اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ لا تعبد بعد الیوم ..." اے اللہ اگر تیری مشیت یہ ہے کہ آج کے دن کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی شخص دکھائی نہ دے تو پھر اس گروہ کو مروا ڈال۔ ہمیں مشیت سے انکار نہیں۔ اس وقت بھی یہ دین برحق تھا اور اس وقت بھی یہ دین برحق تھا جب خاتم النبیین ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کے درمیان خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرما رہے تھے [illegible] یہ دین حق ہے خواہ اس کے ماننے والے

اس کو چھوڑ کے چلے جا رہے ہیں۔ اور جب وہ دور آئے گا جب مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے نائب اور خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس زمین پر شریعت کو اسی طرح جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی نافذ کریں گے تو دین اس وقت بھی دین برحق ہوگا۔ اس کے دین حق کے سلسلے مادی طور پر ظاہری اعتبار سے اور دنیوی حیثیت سے دنیا کا ماننا یا نہ ماننا، اس کا کسی خطہ زمین پر بحیثیت نظام حکومت کے جاری ہونا یا نہ ہونا، اس سے اس دین کے حق ہونے میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا ہے۔ یہ دین اسی طرح حق ہے جس طرح اللہ ذوالجلال والاکرام کی ذات برحق ہے، جس طرح حضور کی رسالت بھی برحق ہے۔ اسی طرح یہ دین بھی برحق ہے خواہ اس کو ماننے والے چھوٹے ملکوں میں سیاست کرنے کے لئے کوشاں ہو جائیں۔ پھر بھی یہ دین حق ہے۔ اس کی حقانیت میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ لیکن جتنی بات یقینی ہے اتنی ہی ایک دوسری بات بھی یقینی ہے، وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یا مسلمانوں کی کوئی نسل یا جمعیت یا کوئی ملک اور قوم ایسی صورت حال سے دوچار ہو جائے کہ وہ دین کو چھوڑ جائے یا دین سے پھر جائے، دین دنیا میں موجود ہو یا دین روئے زمین پر تلاش کرنے کے باوجود نہ ملے، تو یہ بات یقینی ہے کہ جو لوگ اس دین کو چھوڑ دیتے ہیں، جو اس سے محروم ہو جاتے ہیں، جو خود دین کو اپنے دلوں سے نکال دینے والے ہیں ان کے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا۔ اور جب کسی شخص یا کسی قوم کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ ٹوٹ جائے، اس کا تعلق اپنے رب سے باقی نہیں رہتا۔ اور جس قوم کا تعلق اور محبت کا رشتہ اپنے رب سے ٹوٹ جاتا ہے اسے خدا کے خوفناک عذاب سے بچانے والی کوئی طاقت نہیں ہے۔ وہ عذاب اس دنیا میں بھی آ سکتا ہے اور قیامت کے دن بھی اس کا آنا یقینی ہے۔ تو جب یہ کہا جاتا ہے کہ حالات بڑے خراب ہو گئے ہیں، دینی قوتیں شکست کھا رہی ہیں، مسلمان قوم کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں، اور کفار کا غلبہ ہے یا کافرانہ افکار و نظریات کا فروغ، عقائد کا فروغ، تہذیب کا فروغ، تمدن کا فروغ، ثقافت ... اور کا فروغ، معاشرت غالب آ گئی ہے، تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ مسلمان جو اس وقت موجود ہے اس کا ایمان خطرہ میں پڑ گیا، اس کا اسلام اس حالت میں ہو گیا ہے کہ یہ اسلام نہ اس دنیا میں اسے عزت دلا سکتا ہے اور نہ قیامت کے دن اس اسلام کی وجہ سے یہ قوم نجات پا سکے گی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نفس اسلام کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔ وہ تو اس وقت نہ ہوا جب کہ بغداد کو فتح کرنے کے بعد وہ کتابیں جو عہد صحابہ سے لے کر ساتویں صدی ہجری تک لکھی گئی تھیں وہ کتابیں ہلاکو خاں کی فوج نے مسلمانوں کے کتب خانے سے نکال کر دریا میں بہا دیں۔ اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ان کتابوں کی سیاہی سے دریا کا رنگ کالا ہو گیا، پانی سیاہ ہو گیا۔ چھ سو سال کا سرمایہ علمی تباہ ہو گیا۔ اور یہ وہ دور ہے جس کے بارے میں آج کا مورخ [illegible] کہتا ہے کہ ہم نے فضا میں جلنے کی تصویری [illegible] جو ہم چاند

ریزہ ریزہ اور مریخ تک پہنچنے کے منصوبے بنا رہا ہے، جب کہ ہم نے یہ تھیوری ایک مسلمان سائنس دان کی کتاب میں سے دیکھی تھی جو چھ سو سال پہلے ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ ان طریقوں کو اختیار کر کے انسان چاند تک پہنچ سکتا ہے۔ آج ہم اس تھیوری کے مطابق اوپر چڑھ رہے ہیں۔ اس زمانہ میں جو قوموں کے عروج کا زمانہ ہے جس وقت یورپ بدعقلی، حماقت اور جہالت کے اتھاہ سمندروں میں ڈوبا ہوا تھا اور اس کے علم و فن کی کوئی حیثیت نہ تھی اس وقت مسلمان نہ صرف اس دنیا کے بارے میں بلکہ فضا اور خلا کے بارے میں وہ معلومات رکھتے تھے جو معلومات آج بھی دنیا کے لئے نادر … ذخیرہ ہیں مگر چھ سو سال کا یہ سرمایہ علمی جب تاتاریوں نے نکال کر دریا برد کر دیا اور دریا کا پانی اس سے کالا ہو گیا لیکن اہل دنیا نے دیکھ لیا اس وقت بھی یہ دین نہ مٹا۔ اور نہ مٹ سکے انسانوں کی ساری قوت اور سکت زیادہ سے زیادہ اس میں ہے کہ جو کتابیں دنیا میں موجود ہیں وہ ان کو ملیا میٹ کر دے لیکن دماغوں کے اندر جو نقوش ہیں ان کو جلا دیں جو کتابیں لکھی جاتی ہیں اور انسان کا سینہ جن امانتوں کا امین بن جاتا ہے ان امانتوں کو ضائع کرنا انسانی قوت کے دائرے سے باہر کی بات ہے۔ اللہ ذوالجلال والاکرام نے اس دین کی حفاظت کا جو اہتمام فرمایا ہے کائنات انسانی پہ مختلف دین بھیجے گئے اگرچہ وہ سب کے سب اسلام ہی تھے لیکن یوں کہئے کہ وہ اسلام کے پہلے ایڈیشن تھے جس کے جو ابتدائی نسخے سامنے … خداوند ذوالجلال والاکرام نے تورات، زبور اور انجیل کی شکل میں بھیجے تھے ان کی حفاظت کا کوئی اہتمام اللہ ذوالجلال والاکرام نے نہیں فرمایا لیکن جب قرآن کو بھیجا تو اس کے لئے انسان کو اس کا محتاج نہیں رکھا کہ وہ کاغذ اور قلم ہی کے ذریعہ اس کو محفوظ رکھیں بلکہ اللہ ذوالجلال والاکرام نے انسان کے دماغ میں یہ صلاحیت اور استعداد پیدا کر دی کہ دنیا میں لاکھوں انسان موجود ہوں جن کے دماغ کے قدرتی خلیات میں قرآن کے نقوش مرتسم اور محفوظ ہیں، اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو کھرچ نہیں سکتی۔ … حافظ اور قاری پیدا کر دئے جو قرآن مجید کے امین اور محافظ بن گئے۔ اور ان کی تعداد بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ بلکہ عجیب تر تماشا یہ ہے کہ ایک طرف دنیا میں الحاد بڑھ رہا ہے اور کفر بڑھ رہا ہے خدا سے بغاوت اور معصیت بڑھ رہی ہے اور ہر قسم کی برائیاں بڑھ رہی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ قرآن کی حفاظت کا یہ الٰہی سلسلہ پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے چلا جا رہا ہے۔ اگر کوئی ذریعہ ہو سروے کرنے کا، اعداد و شمار جمع کرنے کا تو معلوم ہوگا جوں جوں کفر بڑھ رہا ہے اسی نسبت سے حافظوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ میرا خیال ہے اگر آپ خود غور کریں سوچیں تو آپ محسوس کریں گے کہ آج سے بیس پچیس تیس سال پہلے جب لوگ حفظ کے لئے … تھے آج … اور عجیب بات یہ ہے کہ ایسے ایسے خاندان ایسے بے دین باپ جو خود دین کا نام تک نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کے قلوب کے اندر یہ شوق پیدا فرما دیتا ہے کہ میرا بچہ حافظ قرآن ہو۔ میں نے کئی ایسے اشخاص دیکھے ہیں کہ ان کے پورے گھر میں قرآن مجید کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں پائی جاتی۔ لیکن ان کو شوق پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا بچہ حافظ قرآن ہو بعض تو برملا کہتے ہیں اور ان کے یہ الفاظ ہمارے کانوں تک پہنچتے ہیں کہ ہم تو بے دین ہو چکے مگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں قرآن تو رہ جائے یہ کیا ہے؟ یہ نصرت الٰہی ہے۔

یہ خداوند ذوالجلال نے اس دین کی حفاظت کا سامان … بے گمان پیدا فرما دیا ہے۔

یہ چار بنیادی حقیقتیں

بہر کیف دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور حق ہے اور اس کی حقانیت کے لئے ظاہری اسباب و وسائل کی محتاجگی نہیں۔ وہ حق ہے خواہ اس کا ماننے والا ایک شخص بھی اس دنیا میں موجود نہ ہو۔

۲۔ دوسری بات۔ دین محفوظ ہے اور اس کے محفوظ رکھنے کے لئے وہ اسباب غیب سے پیدا کئے گئے ہیں جن کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کہیں سے کہیں چلی جائے گی دین محفوظ رہے گا۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ دنیا کسی بھی بری حالت میں مبتلا ہو جائے آج سے ایک، دو، اور ایک کروڑ اور ایک ارب گنا دنیا گمراہ ہو جائے تب بھی دین کی حفاظت اور دین کے غلبے کا جو وعدہ قرآن میں کیا گیا ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے علی ارغم انف المشرکین … ناپسند ہوگی اور کراہیت کے باوجود دین غالب آکر رہے گا۔ اور جس نوشتہ پر خود خداوند ذوالجلال والاکرام کی اپنی گواہی ثبت ہے وکفیٰ باللہ شہیدا۔ اس دین کے مستقبل کے بارے میں کوئی شک کسی کو نہیں ہونا چاہیے۔ مگر جتنی یہ تین باتیں یقینی ہیں اتنی ایک چوتھی بات بھی یقینی ہے کہ اگر کوئی دور ایسا آ جائے کہ جس میں غلبہ کفر ہو جائے جس دور میں باوجود کوششوں کے صحیح اسلام پر عمل مشکل ہو جائے اس دور کی نسل بڑے خطرے میں مبتلا ہو جایا کرتی ہے۔ اور قرآن کو پیٹھ دکھانے اور قرآن سے منہ موڑ لینے اور قرآن کو اپنی زندگی کا امام اور قائد تسلیم نہ کرنے سے خداوند ذوالجلال والاکرام کا جو عذاب اس دنیا میں آتا ہے اس سے بچانے والی کوئی قوت یہاں موجود نہیں۔ اور جو عذاب قیامت کے بعد آئے گا اس سے حفاظت کا بھی کوئی سامان اس شخص کے پاس موجود نہیں ہے جو یہاں اس کی حفاظت کا سامان پیدا نہیں کرتا۔

یہ چوتھی بات جو میں نے عرض کی ہے دراصل یہ موضوع ہے … جس پر آج میں سوچتا ہوں۔

آج کی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کا حال

آج کی دنیا میں جو ہم جی رہے ہیں اگر آپ ایک مسلمان کی حیثیت سے اس دنیا کا جائزہ لیں اگر آپ اس حیثیت سے اس دنیا کو دیکھیں کہ مسلمان قوم جو کروڑوں کی تعداد میں اس دنیا میں موجود ہے اس کا کیا تعلق ہے اس مقدس گروہ سے جسے قرآن محمد رسول اللہ والذین معہ کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے۔ قرآن مجید حضور اور آپ کے ساتھیوں کا تعارف یوں کراتا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابہ،

۱۔ کفار پر بھاری ہیں آپس میں ایک دوسرے سے شفقت کرنے والے ہیں، تم انہیں دیکھو گے رکوع و سجدہ میں مصروف دکھائی دیں گے۔ ۲۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔

حضور، آپ کے صحابہ اور ہم مسلمان

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جن کے بارے میں خود حضور نے فرمایا کہ میری امت عنقریب تہتر کے قریب گروہوں میں بٹ جائے گی اور وہ سارے کے سارے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک گروہ کے اور وہ گروہ ہے ما انا علیہ واصحابی الیوم جس کے دلوں میں وہ ایمان ہوگا جو ایمان میرے اور میرے اصحاب کے پاس ہے جس کے ہاں وہ طریق زندگی رائج ہوگا جو میں نے اور میرے ساتھیوں نے اختیار کیا ہے اور جو اس نقش پر چلے گا جو آج میرے نقوش پا اور میرے ساتھیوں کے نقش پا نے چھوڑے ہیں۔ اس کے لئے کامیابی ہے اس کے لئے فلاح اور نجات کا وعدہ بھی۔

یہ گروہ اللہ تعالیٰ کی ان بشارتوں کا مستحق ہے جو قرآن مجید میں فرمائی گئی ہیں لھم البشریٰ ان کے لئے بشارتیں ہیں صرف یہ وعدہ موخر نہیں، وعدہ فردا نہیں، وعدہ امروز ہے آج کی بشارت ہے فی الحیوۃ الدنیا اس دنیا میں ہم نے ان سے بشارتوں کے وعدے کئے ہیں۔ اور آج نہیں بہت پہلے سے فرمایا گیا ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون یہ بات حضرت داؤد کے زبور میں لکھ چھوڑا تھا۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی ہزار سال پہلے خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اس اللہ کے نبی داؤد پر زبور نازل ہوتی ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ ان الارض یہ زمین جس پر تم بستے ہو یرثہا عبادی الصالحون اس کے وارث وہ لوگ ہوں گے جو صالح ہیں الذین آمنوا وعملوا الصالحات ایمان اور عمل صالح کا سرمایہ رکھنے والے لوگ اس زمین کے صحیح وارث ہیں، اس اعتبار سے محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتسلیم جو دین لائے ہیں اس دین کے ساتھ تعلق اور اس سے وفاداری اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اس کی خدمت اور حفاظت یہ اس دنیا میں بشارتوں کا ذریعہ ہے اور آخرت میں بھی فلاح و کامرانی کا قطعی ذریعہ۔

شیطانی اور رحمانی قوتوں میں پنجہ آزمائی

ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آج ہم جس حال میں ہیں اور جس دنیا میں رہتے ہیں اس کا کیا حال ہے؟ میں ایک پچھلے خطبہ میں ایک حد تک یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ اس وقت بہت بڑا

سرکار بہت جلد محسوس کرے گی کہ وہاں شیطانی
وہ تعلق اکرانوں میں سے جو اس اعتبار سے رکھتا ہے
کہ جو سعودی عرب سے ہر طرح ہو جاری ہو گیا ہے وہ شیطانی
سرزمین عرب پر جو کہ وہ تو ہیں ہم سب مسلمانوں کے
دل میں بیٹھ رہی ہے پچھلا ایک حصہ کہ سعودی
عرب کے سوا شاید کوئی ایسا ملک نہیں ہے کہ جہاں دین
اسلام صحیح صورت میں موجود ہو جیسے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ
کیا جا سکے لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ سعودی عرب کا
ہم بیٹھتے ہیں تو اندر ہوتی ہے اس لئے کہ وہاں بھی
شیطان نے اپنے پاؤں سے پسار دئے ہیں کہ اب وہاں
کی جو ہر بھی چھٹی جا رہی ہے۔ پچھلے سے پچھلے جمعہ میں
میں نے حج فنڈ کے متعلق پورا جو اشتہار آ رہا ہے
کہ حکومت کی جانب سے اس میں بطور خاص آ رہا ہے کہ حج بھی
حج فنڈ پر سعودی حکومت کی جانب سے پابندی لگی ہے؛
تو جب یہ بات میں کسی جگہ جانے کے جب سے یہ نور کا چشمہ
پھوٹا تھا وہیں اب نور کے اندر ظلمت شامل ہونا شروع ہو
جائے تو آدمی دوا کہاں سے حاصل کرے۔ جائے پناہ کونسی
ہے گی وہ خطہ عرب جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ شیطان یہاں سے مایوس ہو کر
بھاگ گیا۔ اب شیطان خود تو وہاں نہیں آ رہا لیکن اس نے
اپنے چیلے چانٹے ایسے پیدا کر لئے ہیں کہ وہ اب وہاں
بھی اپنا تسلط جما چکے ہیں اور ادھر پھر سے وہ
قوت جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قریظہ
جو قینقاع جو نضیر اور دیگر خیبر کو وہاں سے نکالا تھا
تھا یعنی یہودیوں کی قوت۔ اب وہ پھر دندناتا آگے بڑھ رہی
رہی ہے اور وہ کہتی ہے کہ ہم خیبر پر دوبارہ قبضہ کریں
گے مدینہ ہمارا ہے اس پر ہماری حکومت قائم ہونی چاہئے
اور جو قینقاع اور جو نضیر کے اوپر جو مظالم آج سے
تیرہ سو سال پہلے ڈھائے گئے تھے ہم اس کا
انتقام اب وہاں کے باشندوں سے لینا چاہتے ہیں۔
اب یہودی یہ کہہ رہے ہیں ایک طرف ہمارا یہ حال اور
دوسرے ان کے یہ ارادے۔

آج شیطان پوری قوت سے مسلمانوں پر حملہ آور ہے

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج کی دنیا میں شیطان
اپنی پوری قوت سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہا ہے اور ہم
نے ابھی حال ہی میں ترکی سے یہ خبر سنی کہ پردے کو
قانوناً پردہ خلاف قانون جرم قرار دے دیا گیا۔ اس کے
بعد عربی زبان میں اذان کہنا اور خطبہ دینا بھی ناجائز قرار دے
دیا گیا۔ مساجد پر سے چڑھا دئے گئے مدارس بند کر دئے
گئے۔ اس کے بعد کل ہی کا واقعہ ہے امان اللہ خان کو
اس لئے تخت سے محروم ہونا پڑا تھا کہ وہ ملکہ ثریا کو لے کر
انگلستان گیا تھا وہاں وہ بے پردہ ہو گئی تھیں یہ ۱۹۲۸ء
کی بات ہے آپ نے بھی اخبارات میں پڑھا ہو گا ۱۹۲۹ء
میں امان اللہ کو تخت سے اس لئے محروم ہونا پڑا کہ وہ اپنی
بیوی کو انگلینڈ لے گئے تھے وہاں وہ بے پردہ ہو گئی تھیں
لیکن آج اسی افغانستان کا حال یہ ہے کہ سکرٹ پہنے
ہوئے عورتیں نکلے بازاروں میں پھر رہی ہیں وہ سارے بیرونی
ممالک جو اس وقت یورپ میں ہو رہا ہے۔ وہ افغانستان میں بھی
موجود ہے۔ نہ اسلام کو عیب بالکل ہوا اور ہوا تھا بعد
کی طرز بالکل ویسی ایران کی عریانی کس سے مخفی ہے وہ شام
کی بے حیائی تو سب قوم کو رسوا کر رہی ہے۔ اس وقت صرف
سعودی حکومت کو خوش نصیبی کے دعوی کی لاج رکھنا
پڑی اور اس نے حکم جاری کیا کہ ننگی پنڈلیوں والی ننگے
بازوؤں والی عورتیں بازار میں نہیں پھر سکیں۔ ورنہ مصر
شام اور دوسرے ملکوں کی آئی ہوئی عورتوں نے حرم کو
ناپاک کر دیا تھا کہ وہ ننگے منہ نہیں بلکہ ننگے بدن وہاں
پھرنے لگے تھے بے حیائی ہو رہی تھی۔

پاکستان میں اسلام؟

اور پھر دور کیوں جاتے ہو ۱۹۴۷ء سے پہلے تم
کہا کرتے تھے کہ انارکلی کی ساری بے پردگی جو ہے وہ
ہندو خواتین کی وجہ سے ہے مگر آج ہندو کہاں ہیں آج
انارکلی کی وہ بے پردہ انارکلی کی سیر اور انارکلی کی شام
اور انارکلی کی رات کس قوم کی بے حیائی کی چغلی کھا رہی
ہے وہ کون سی قوم ہے جس کی بیٹیاں ننگے سر نہیں
بلکہ ننگے مونڈھوں کے ساتھ ننگے بازوؤں کے ساتھ
اور ننگی چھاتیوں کے ساتھ عریانی کے ساتھ پھرتی ہیں
مال روڈ پر اور دوسری جگہوں پر وہ کونسی قوم ہے جس کی
عریانی وہاں سے کبھی کبھار گزرنے والے غیر مسلموں
کو محو حیرت کر دیتی ہے۔ اور اس قسم کا منظر نہیں تمہارے
کتنے ہوٹل ہیں جن ہوٹلوں میں ایسے عریاں رقص کئے
جاتے ہیں کہ تمہارے اخبار نویس یہ کہتے ہیں کہ ایک ایسا
وقت بھی آتا ہے کہ عورت کا کوئی عضو ایسا باقی نہیں
رہتا جس کو نہایت عریانی کے ساتھ نہ دیکھا جا سکے۔
کتنے کروڑ روپے کی شراب تمہارے یہاں کھپتی ہے
یہ وزیر خزانہ سے پوچھو اور وہ تمہیں بتائیں گے پار سال
میں کر کیا ہو رہا ہے۔ تمہارے اس ملک میں بیئر BEER
کا ایک کارخانہ لاکھوں پونڈ سالانہ پیدا کرتا ہے اور ہم
اس کے دلال بھی ہیں اور گاہک بھی۔ اور پھر تمہارے
اس ملک میں اسلام کو مسخ کرنے کے لئے جو کچھ ہو رہا ہے
اس کا اندازہ شاید تمہیں نہیں۔ اسلام کے ساتھ جو ہو رہا
وہ ہے۔ چند اعداد و شمار سنئے ہم جس نسل کو پال رہے
ہیں اس نسل کو اسلام کے لئے کیا کچھ دے رہے ہیں۔

سنہ	ہائی سکولوں میں زیر تعلیم طلبا	عربی پڑھنے والے
۱۹۵۰ء	۳۶۵۵۸	۵۳۴۰
۱۹۵۵ء	۵۶۲۶۰	۴۲۰۰
۱۹۶۰ء	۸۲۱۰۶	۳۲۳۸
۱۹۶۵ء	۹۹۹۸۶	۴۹۵۲

گویا کہ ۱۹۵۰ء میں سو میں سے ۱۴ طالب علم
عربی پڑھتے تھے اور پندرہ سال کے بعد گو یا طلبا کی تعداد
میں بحیثیت مجموعی ایک سو تیرہ فیصد اضافہ ہوا عربی
پڑھنے والوں کی تعداد گھٹ کر چودہ فیصد سے صرف
پانچ فیصد رہ گئی یہ تنزل ہے ہمارا۔

ترقی اور تنزل

ہم کہتے ہیں ہم نے بہت ترقی کی اور میں مانتا ہوں کہ
بہت سے شعبوں میں ترقی ہوئی میں تسلیم کرتا ہوں کہ بہت بڑے
بڑے پراجیکٹ بن گئے یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ذرائع
میں اضافہ ہو گیا ان کی بلڈنگوں اور کوٹھیوں میں سازو
سامان میں بے پناہ اضافہ ہوا لیکن دین کے نقطہ نظر سے
دیکھو تو کیا صورت ہے وہ یہ ہے کہ ۱۹۵۰ء میں جب ہم ترقی یافتہ
نہیں تھے تو سو میں سے چودہ طالب علم ہائی سکولوں
میں عربی پڑھنے والے تھے اور پندرہ سال کے بعد ان کی
تعداد پانچ فیصد باقی رہ گئی اور اسے اگر ہم ایک لاکھ
بچوں کو اس سال میٹرک کرایا مقابلہ تو میٹرک کی کیفیت
تقسیم اسی طرح ہے ۱۹۵۰ء کی رپورٹ ملاحظہ ہو۔
۱۹۵۰ء ۱۳۲۴۸ ۱۱۵ یعنی ․․․ ہوا
۱۹۶۰ء ۵۸۲۸۲ ۱۱۹ ۲/۳ پڑھنے والوں میں سے
اسی دوران انگریزی پڑھنے والوں میں چھپن ہزار کا
اضافہ

موجودہ نظام تعلیم اور ہماری دلچسپی

یہ تو ہوا قصہ اس کا کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں میں
جانے کا نام دینیات اور عربی پڑھنے والوں کی تعداد گھٹتی
کے جا رہی ہے۔
اب ایک لمحہ ہمیں اس پر بھی صرف کرنا چاہئے
کہ موجودہ نظام تعلیم ہے کیا اور اس پر ہم کیا کچھ خرچ کر
رہے ہیں۔ یہ نظام تعلیم ہے کیا؟ خدا تعالیٰ نے اگر توفیق
دی تو اس پر اگلے خطبہ میں تفصیلی گفتگو ہو گی۔ اس وقت
یہ عرض کرنا ہے کہ اس نظام تعلیم کے لئے ڈیڑھ ارب روپیہ
آئندہ پانچ سالہ منصوبہ میں رکھا گیا ہے۔ ابھی جو فیصلہ ہوا
وہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے لئے جو نئے کیمپس بنائے
جا رہے ہیں ان کے لئے بیس کروڑ روپیہ حکومت نے وقف
کیا ہے اور آج ہی کے اخبارات میں دیکھا ہے کہ جو زمین
پہلے دی گئی تھی ․․․ پنجاب یونیورسٹی کے لئے
وہ بہت وسیع ہے لیکن پچھلے دنوں حکومت سے سفارش
کی گئی ہے کہ تھوڑی سی زمین یونیورسٹی کے لئے اور دے دی
جائے۔ اور اس تھوڑی سی زمین کی مقدار صرف آٹھ
سو چالیس ایکڑ مزید اضافہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنی
وسعت پذیر ہے یہ سلسلہ تعلیم کا اس میں ․․․
ہمیں اس سے اختلاف نہیں لیکن بتانا یہ چاہتا ہوں کہ میرا
مقصد جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ملک کی تمام طاقتیں اور قوتیں
اس تعلیم کو فروغ دینے کے لئے وقف ہیں جو آج دی جا رہی
ہے اور اس تعلیم میں اسلام تو وہ درجہ عزت کا حاصل نہیں
ہے جو اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔
مختصر یہ کہ ایک طرف وہ طاقتیں اور وہ
قوتیں جو اسلام کو ملیا میٹ کرنے کے لئے اور نئی نسل کو
بد معاش، زانی، چور، ڈاکو اور فریبی اسلام سے منحرف
کرنے والے اسلام سے نفرت کرنے والے بنانے
وہ قوتیں پوری طرح زور آزمائی کر رہی ہیں، ایک طرف وہ

تیں اور دوسری جانب ہمارا یہ حال ہے کہ ہم اس نظام تعلیم کے سلسلے میں پوری کوششیں، صلاحیتیں، وسائل اور ذرائع صرف کر رہے ہیں۔

ہماری "اسلامی زندگی" کا ایک اور پہلو

آپ نے آج دونوں اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ مرکزی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں وزارت مالیات کی جانب سے بتایا گیا ہے کہ اس وقت پاکستان گیارہ ارب روپے کا مقروض ہے اور اس سال ہم نے پندرہ کروڑ روپے صرف سود ادا کئے ہیں۔

اس سودی قرضے کا دنیوی اور اخروی انجام کیا ہو گا یہ تو ایک الگ موضوع ہے۔ اس وقت مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ہم جس نسل کو پال پوس رہے ہیں اور جس کے بارے میں ہمیں حکم دیا گیا کہ قوا انفسکم واہلیکم نارا، خود بھی بچو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، ہم ایک جانب تو اس نسل کے لئے وہ ماحول تیار کر رہے ہیں جس کا ایک منظر ابھی پیش کیا گیا اور جس کا ایک پہلو یہ ہے کہ ہم اس نسل کے لئے گیارہ ارب روپے کے قرض چھوڑ رہے ہیں اور آئندہ چند سالوں تک سے ایک کروڑ روپیہ کے لگ بھگ خالص سود ادا کرنے کی ذمہ داری سونپ رہے ہیں اور دوسری طرف اس نسل کو وہ تعلیم دے رہے ہیں اس میں اسلامیت [illegible] شامل ہی نہیں قریب قریب ختم ہیں۔

ہمارا رب یہ ہے:
خدا سے جنگ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے،
یمحق اللہ الربوٰ ویربی الصدقٰت، اللہ سودی نظام

اور اس سے استوار ہونے والے نظام معیشت، نظام اقتصادیات، اس سودی لین دین سے چلنے والی تجارتوں اور صنعتی اداروں کو تہس نہس کر کے چھوڑے گا، نہیں یمحق اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ سود کی تمام عمارت کو [illegible] معنی ہے کسی چیز کو محق کر دینے کا۔ اللہ تعالیٰ کے اس تہدید اور اعلان عام پر ایمان کے جذبہ سے یقین و اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ آج دنیا میں جس مغربی تہذیب و معاشرت اور مغربی سیاست و معیشت کا غلبہ ہے، یہ مادہ پرستانہ تہذیب اور سود پر مبنی معیشت، یہ مغربی اقتصادیات اور اس سے برطرف وجود میں آنے والی ترقیات، ایک وقت آنے والا ہے کہ حرف غلط کی طرح مٹ جائیں گی، یہ چاہے ایشیا، مغرب ہو یا مشرق، اس سودی نظام کی تباہی [illegible] ہے کہ اسے سودی عذاب کے ذریعہ، زمینی زلزلوں اور انسانی سب سے بڑی جنگ و جدال کے ذریعہ، ایٹم اور ہائیڈروجن بموں کے ذریعہ مٹا ڈالا جائے تو سوچئے! ہم پیچھے آنے والی نسلوں کو کس خطرناک مستقبل کے حوالے کر رہے ہیں۔

پر ختم ہوتی ہے:
خطبہ کا مقصد پورا ہو جائیگا، اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق [illegible] دی، ہمارے نظام تعلیم اور اس کے اثرات و نتائج [illegible]

اس نظام تعلیم سے خدا کا نہیں بلکہ ہمارے [illegible] پاکستانیوں کا اسلام ہے اس کا کیا بنے گا [illegible] آئندہ خطبہ میں گفتگو ہوگی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ: خاندانی منصوبہ بندی (صفحہ [illegible] کا بقیہ)

اپریشن کرانے والے کو بس پچیس روپے ملتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہمارے ہاں جب کوئی شخص اپریشن کے لئے آتا ہے تو اس کے زبانی بیانات پر یقین کیا جاتا ہے، لیکن ہم احتیاط کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کی اولاد صرف لڑکوں پر مشتمل ہو اور اسے لڑکی کی تمنا ہو تو بھی ہم اس کا اپریشن نہیں کرتے۔ [illegible] کنواروں کا بھی اپریشن نہیں کرتے۔ لیکن [illegible] نوجوان نے بتلایا کہ وہ [illegible] تھا کہ وہ شادی شدہ ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ [illegible] اس نے کہا [illegible] جوان سے [illegible] اس کے بعد [illegible] اپریشن کے بعد جب وہ [illegible] کے ساتھ دکان سے چلا گیا تو [illegible] گھنٹے بعد واپس آگیا۔ اس نے بتایا کہ [illegible] روپے بھی چھین لئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ ان کے کلینک پر اوسطاً تین چار اپریشن روزانہ کئے جا رہے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ [illegible] جن لوگوں کا اپریشن کیا جاتا ہے کیا ان کے بیان [illegible] کے بارے میں کوئی پڑتال بھی کی جاتی ہے تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا ایسی احتیاط و پڑتال کا فقدان ڈاکٹروں کے ضابطہ اخلاق کے منافی نہیں تو انہوں نے اس کا کوئی واضح جواب دینے سے گریز کیا۔

مغربی جرمنی کی خبر ہے:

بون ۲۰ مئی [illegible] (مغربی جرمنی) میں ادویات تیار کرنے والی ایک فرم کے خلاف [illegible] کے دعویٰ کی ایک مقامی عدالت میں سماعت شروع ہو گئی ہے۔ یہ دعویٰ [illegible] تیار کرنے والی اس کمپنی کے ساتھ افسروں اور ملازمین کے خلاف [illegible] کیا گیا ہے۔ [illegible] کے سلسلہ میں کمپنی کے خلاف الزامات ۹۷۲ صفحات پر مشتمل ہیں۔ دعویٰ دائر کرنے والوں نے الزام عائد کیا ہے کہ [illegible] تک جن عورتوں کو اس دوائی کے استعمال سے نقصان پہنچا ہے ان کی تعداد ۱۹ ہزار سے زائد بیان کی جاتی ہے۔ اس مانع حمل دوائی کے استعمال سے ان عورتوں کے بچوں کے اعضاء میں نقص پیدا ہو گئے تھے۔

اگر ہم سوچیں [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] کے یقین سے بھی محروم نہیں ہو چکے تو [illegible] مغرب نے مادہ پرستانہ زندگی کا جو تصور [illegible] اور [illegible] زیادہ پیدا [illegible] کے سامنے آتا ہے اور اس [illegible] سے آراستہ [illegible] اپنی تعلیم گاہوں کے [illegible] پر آویزاں [illegible] اپنی نئی نسل کو [illegible] جذبات کا [illegible] کے راستے پر ڈال دیا ہے اور ہم [illegible] خدا ایک نہیں دو ہیں، ایک تو بچوں کو پیدا کرتا ہے اور دوسرا رازق ہے اور چونکہ رزق کو پیدا کرنے والا خدا کمزور ہے اس لئے ہم نے بچوں کو پیدا کرنے والے خدا کے خلاف رزق پیدا کرنے والے خدا کی مدد کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے (نعوذ باللہ من ذالک، تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیرا)

یہ تو تھا مغربی افکار و نظریات کا ابتدائی مرحلہ جس میں ہم "خاندانی منصوبہ بندی" کی منزل کو طے کر گئے۔ اب آغاز ہو رہا ہے دوسرے مرحلے کا جس کا عنوان ہے "خود فراموشی" اور وہ [illegible] تک تو اسی صورت میں سامنے تھی کہ مانع حمل کے لئے استعمال ہونے والے آلات (رنگ وغیرہ) سے سرطانی قسم کی بیماریاں پیدا ہو رہی تھیں اور جیسا کہ مغربی جرمنی کی خبر بتا گئی ہے کہ ۱۹ ہزار عورتوں کے بچے ناقص الاعضاء پیدا ہوئے اور رہ جانے والے دوسرے [illegible] ذہنی، اعصابی اور عضویاتی عوارض ان عورتوں کو لاحق ہوئے ہوں گے، مگر پھر حال کر پانچ روپے کے لالچ میں ایک نوجوان کو ساری زندگی کے لئے محروم اولاد کر دیا جائے اور اس سے اس کے خاندان کی تباہی کے علاوہ اس کی اپنی زندگی بھی پیچیدہ عوارض کی آماجگاہ بن جائے۔ یہ مرحلہ انسانیت کا احترام نہیں [illegible] احساس رکھنے والوں کے لئے ایک [illegible] ہے جو [illegible] پڑا ہے — اب دیکھنا ہے کہ [illegible] اس کے بعد بیدار ہوتے ہیں یا مغرب ہی کی [illegible] مادہ پرستی کی [illegible] میں پڑے رہتے ہیں۔

★

ڈاکٹر [illegible] الحق

اسلام کا فلسفۂ جنگ

پاکستانی قوم کے لئے لمحۂ فکریہ!

قوت کا استعمال اسی وقت جائز ہے جب اسے سرکشی، فساد اور [illegible] کے خلاف استعمال کیا جائے۔ مگر جب حق پامال ہوتا نظر آئے، باطل ابھر کر حق کو مٹانے کے لئے بے حجاب سامنے آ جائے تو اس وقت قوت کا استعمال [illegible] و عقوبت کے لئے تلوار سے آگے بڑھ کر اجتماعی شکل اختیار کر لے سب سے بڑا انسانی فریضہ بن جاتا ہے ـــــ اسی کا نام جہاد ہے اور اب ملت پاکستانیہ کو بھی یہ فرض ادا کرنا ہے۔

صدیوں کے بعد ۱۹۶۵ء میں پاکستان میں جہاد کی روح بیدار ہوئی تھی۔ آج ہماری فوج اور ہماری ملت کا سر بلند ہے۔ جس کا سہرا [illegible] بہادر [illegible] مجاہدوں کی غیرت حق اور جذبۂ اقدام کو [illegible] تاریخ کا ایک سنہری باب سمجھتے ہیں [illegible] اس تاریخی اقدام [illegible] (ان [illegible] پر غالب ہو گا) [illegible] الدین کا [illegible]۔

فن حرب و ضرب، جنگ اور دفاع کے جو اصول پیش کئے ہیں ان کی عملی تفسیر ہمیں سرور کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتی ہے۔

مغربی مورخین جو اسلام کی روحانی اور دنیاوی حکمتوں سے بے بہرہ ہیں، ہجرت کا ترجمہ فرار (FLIGHT) کر کے اپنے [illegible] کو ہجرت [illegible] دیتے رہے ہیں۔

ان مورخین میں [illegible] پروفیسر حتی (HITTI) [illegible] ہجرت کے فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش کی۔ وہ لکھتے ہیں:۔

> "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوائل عمر [illegible] اسلام کی جدوجہد کی مسلسل [illegible] کے حالات موجود ہیں مگر اس [illegible] کے [illegible] سے ہم [illegible] سوال [illegible] کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اولوالعزم انسان جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا، مکے سے مدینہ کیوں گئے؟ [illegible] سمجھ رکھے ہیں۔
> ہجرت کا منصوبہ محض مکے سے بھاگ جانے [illegible] بلکہ دو سال کے مسلسل غور و فکر

کا نتیجہ تھا......"

یہ مورخ اس سے آگے کچھ نہ لکھ سکا۔ اور وہ لکھ بھی نہ سکتا تھا۔ آج قیام پاکستان کے بعد اس معرکۂ حق و باطل میں جو روحانی اور باطل قوتیں برسر پیکار ہیں ان کا عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ملت اسلامیہ کی حیات نو کا ضامن بننے کے لئے ہمیں دفاعی اہمیت (CIVIL DEFENCE) کے کاموں کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں سر انجام دینا ہے۔

ہر فن حرب اور ہر [illegible] اخلاقی اور اصولی لحاظ سے کسی [illegible] اسلحہ پر تیار [illegible] فوجوں کو [illegible] یا اپنا نظریہ منوانے کے لئے جنگ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ عصر حاضر کے مغربی مفکرین جنگ نپولین [illegible] (فرانس) مارشل [illegible] اور جنرل [illegible] (برطانیہ) [illegible] (امریکہ) اور [illegible] ماہرین حرب تو قواعد میدان جنگ (FIELD SERVICE REGULATION) کی رو سے اس حقیقت پر [illegible] متفق ہو چکے ہیں۔

امریکہ کے جنرل پیٹن نے ۴۵-۱۹۳۹ء کی جنگ میں بہت نمایاں حصہ لیا ہے وہ جنگ کے سلسلے میں امریکہ سے افریقہ گئے اور امریکہ سے فرانس لڑنے گئے تو فن جنگ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی بجائے قرآن مجید کا مطالعہ کرتے رہتے تھے وہ کہتے تھے:۔

> "اس عظیم کتاب کا مطالعہ میرے حربی منصوبوں کے لئے [illegible] کا کام دیتا ہے۔ اس کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] پیدا کرنے [illegible] ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے ـــ"

سرور کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] مکہ معظمہ میں [illegible] کی قلبی، روحانی اور جسمانی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد [illegible] اس شہر کو [illegible] دفاعی مرکز [illegible] آپ [illegible] اور [illegible] آپ نے اپنا [illegible] اور تبلیغ اسلام کی راہ سے [illegible] کو دور کرنے کے لئے [illegible] کر لیا ـــ یہ تھا ہجرت کا فلسفہ [illegible]۔ آنحضرت [illegible] ۶۲۲ء کی ہجرت کے بعد اسی نمونے کے مطابق اپنے نئے دفاعی مرکز پاکستان کے استحکام کا سامان پیدا کرنا ہے۔

دفاعی مرکز کی اہمیت کا اندازہ برطانوی جنرل [illegible] کے اس تبصرے سے لگائیے جو اس نے اپنی کتاب (PATTERN OF WAR) میں صلیبی جنگوں پر کیا ہے، وہ لکھتا ہے:

> "اگر صلیبی تاخت دمشق کی دفاعی اہمیت کو سمجھ لیتے اور اس شہر کو دفاعی مرکز بنا کر صلاح الدین غازی کو اس کے استعمال سے محروم کر دیتے تو یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ صلاح الدین صلیبی لشکر کو تباہ و برباد نہ کر سکتا اور اس طرح دنیا میں اسلام کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ بدقسمتی سے صلیبی لشکر کے جرنیلوں نے دمشق کی اہمیت کو نہ سمجھا اور اس کی وجہ سے اسلامی جھنڈا پھر دنیا کے ملکوں میں لہرانے لگا۔"

برطانیہ کے مشہور ماہرین دفاع جنرل [illegible] (HACKLEY) اور جنرل [illegible] (KIRKBELL) اپنی کتاب (OPERATION OF WAR) میں دفاعی مرکز کی اہمیت اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

> "اگرچہ منظم اور تربیت یافتہ فوج دشمن پر کامیابی کے لئے بہت ہی ضروری سمجھی جاتی ہے مگر طاقتور فوج اس انجن یا مشین کی طرح ہے جسے کامیابی سے چلانے کے لئے کئی اصولوں پر کاربند رہنا پڑتا ہے۔ مثلاً دشمن سے لڑنے سے آگے بڑھنے ـــ حملہ کرنے، کسی شہر کو فتح کرنے یا محاذ کی لڑائی لڑنے کے لئے ضروری ہے کہ فوج ایک جا ہو کر تیزی سے بڑھے یعنی فوج کے مختلف حصے ایک ہی مقصد کے حصول کے لئے ایک منصوبے کے ماتحت لڑیں ـــ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس ہر قسم کا سامان جنگ اور سامان رسد یعنی ہتھیار اور بار برداری کے ذرائع ہر وقت موجود ہوں اور جیسے جیسے سامان خرچ ہوتا جائے فوراً ساتھ ساتھ کمی پوری ہوتی رہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پیچھے ایسے دفاعی مرکز ہوں [illegible] جہاں سے یہ سامان بوقت ضرورت حاصل کیا جا سکے۔"

پھر اگر ایسے محفوظ [illegible] ہوں کہ دشمن [illegible] نقشہ [illegible] پہنچا سکے۔ اسی طرح ایک قابل جرنیل اس پر بھی غور کرتا ہے کہ اس کا حریف و مقابل جرنیل اس قسم کا سامان کہاں سے ـــ

(باقی [illegible])

لائلپور کی ڈائری

—— راقم الحروف کے قلم سے

★ ورائٹی شو کی تنسیخ

★ وائس چیئرمین کا انتخاب

بعض اوقات بظاہر چھوٹے چھوٹے ہی گرفت بڑے بزرگ و بزرجمہر بھی ان کی حرکت قبول سے نوازتے ہیں تو ان کے نتائج بڑے سنگین صورت میں رونما ہوتے ہیں۔ پچھلے ہفتے ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا۔ لائل پور کے گھنٹہ گھر کے اردگرد ایک ورائٹی شو کے اشتہارات چسپاں تھے۔ مقامی علماء کرام کے علم میں یہ بات آئی تو وہ حسب سابق مضطرب ہوئے۔ معروف سماجی کارکن مولوی نذیر احمد کی حرکت عمل میں آئی کہ علماء کرام کی جانب سے ایک احتجاجی تار گورنر مغربی پاکستان، وزیر اعلیٰ اور مغربی پاکستان اسمبلی کے حزب اختلاف کے راہنماؤں چوہدری ظہور الٰہی اور مسٹر حمزہ کے نام ارسال کر دیا گیا اور ادھر علمائے شہر کا ایک احتجاجی بیان مقامی اخبارات میں شائع ہوا۔ ادھر شہر [illegible] آنے والے خطرات [illegible] ہیں۔ اس فحش [illegible] اپنی آواز کو منظم اور بلند کرنے کی تدبیر اختیار کر رہے تھے۔ اور حزب اختلاف کے راہنماؤں نے یہ مسئلہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں پیش کر دیا جس پر وزیر اعلیٰ جناب قاضی فضل اللہ صاحب نے ایک بھرپور بیان دیا جس میں انہوں نے وضاحت کی کہ انہی دنوں ایک اعلیٰ سطح کے جلسے میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمام بنیاد شو قسم [illegible] کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے اور ایسی [illegible] قسم کی مجالس کے انعقاد کے انتظام و اہتمام سے سرکاری افسران الگ تھلگ رہیں بلکہ انہوں نے یہ بھی قرار دیا کہ ایسے شو جن سے اخلاقی قدروں اور پاکستان کے سیاسی نظریہ کو نقصان پہنچتا ہو ان کے انعقاد کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

وزیر اعلیٰ کی یہ وضاحت اور اس پر ڈپٹی کمشنر صاحب کا اقدام کہ انہوں نے لائل پور میں ہونے والے ورائٹی شو کا اجازت نامہ فی الفور منسوخ کر دیا۔ ہم [illegible] شہر کی عزت کا باعث ہیں اور راقم الحروف ان دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ سوال بھی وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش ہے کہ یہ جو ہر ضلع میں جشن منانے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور ان جشنوں میں ثقافت کے نام پر عریانی، بے حجابی، فحاشی، رقص و سرود اور مرد و زن کے بے محابا اختلاط کی لعنت کو فروغ کا اہتمام سرکاری سطح پر کیا جانے لگا ہے وزیر اعلیٰ کے [illegible] اس جانب بھی پوری پوری توجہ دیجئے۔ بلکہ اس اخلاق شکن سلسلے کو فی الفور ختم کیجئے۔

علاوہ بریں اخبارات میں رسیلے اشتہاروں نے جو عریانی اختیار کر لی ہے۔ اس پر بھی قدغن لگائیے اور فحش لٹریچر کی اشاعت کی لعنت سے بھی نئی نسل کو بچائیے یہ سارے کام آپ کے فرائض میں داخل ہیں اور عنداللہ و عندالناس آپ اس سلسلے میں مسئول و ماخوذ ہوں گے۔

راہنمایان حزب اختلاف کے راہنماؤں کے اس اقدام کی تحسین کا [illegible] انہوں نے بروقت کیا تھا۔ [illegible] پسند جمہوریت [illegible] حزب اقتدار اور حزب مخالف کی تقسیم کا مخالف ہے وہ بھی "حزب اختلاف" کے قصیدہ کا [illegible] حزب اختلاف کے معزز قائدین کے اس اقدام کو دل و جان سے [illegible] ان سطور کے ذریعے ان کی جماعت اور اسلام دوستی کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے [illegible] کہ وہ اس پہلو پر [illegible] اور [illegible] کے خلاف [illegible] گروہوں کے سدباب کے جہاد کو جاری رکھیں جس پر اجر آخرت [illegible] اللہ نے [illegible] اس دنیا میں بھی [illegible] ان کی رفیق راہ ہوں گی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ دینی اور اخلاقی قدروں کی حفاظت کے متعلق جلسوں سے بھی [illegible] ہے کہ وہ ماحول کا سد باب [illegible] بدی کی اور [illegible] کے بہاؤ کو [illegible] نیکی کا حکم دینے اور منکرات کے خلاف آواز بلند کرنے، شعائر اسلام [illegible] اسلامی عقائد و اخلاق کی تبلیغ و تلقین کا جہاد پوری توجہ، گرم جوشی، جرأت اور [illegible] سے انجام دیتے رہیں۔ [illegible] دنیا میں [illegible] تلافی ہو کر رہے گی۔ لیکن اگر خدانخواستہ ایسا نہ ہوا تو جب بھی آخرت کی مسئولیت سے تو وہ بچ جائیں گے اور یہ بھی عظیم تر کامیابی ہے۔

بلدیہ لائلپور کے وائس چیئرمین کا انتخاب — ایک مسئلہ ہے جو [illegible] بہتر [illegible] کی [illegible] ہے اور [illegible] ان دو تین دنوں میں راقم [illegible] ان الفاظ میں پہنچے۔ بلدیہ کے انتخاب [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] سے علیحدہ [illegible] ہوئے کہ راقم [illegible] سے ان سے نتیجہ دریافت کیا وہ کہنے لگے۔

"میں اب تو یقین ہو گیا کہ اس معاشرے کو تباہی کے [illegible] سے بچانا ممکن نہیں کہاں جائیں [illegible] کہاں رہیں [illegible]

سترہ ووٹ تھے جن سے ... گو ووٹ [illegible] ہو گیا [illegible] ایک نے قرآن مجید اٹھا کر حلف دیا کہ وہ ووٹ انہی کو دے گا [illegible] سترہ معزز ممبران [illegible] لیکن جب ووٹ شمار کئے گئے تو قرآن کا حلف اٹھانے والوں کے ووٹ سولہ تھے اور دوسری جانب کے ووٹ سترہ —

اگلے روز ایک دوسرے صاحب سے راقم الحروف کی ملاقات ہوئی تو وہ فرما رہے تھے:

میں .... صاحب کے ہاں اس لئے آیا تھا کہ انہوں نے [illegible] سے احساس دلاؤں کہ آپ کا سیاست [illegible] کی چیلیوں کی نذر کیوں کر ہو گئی جس شہر میں [illegible] کے [illegible] سیاسیات [illegible] کے [illegible] سے ضمیر و ایمان کے سودے کر رہے ہوں ..... کیا وہ شہر اس لائق ہے کہ اس میں رہا جائے اور جب ضمیر و ایمان کا یہ حال ہوگا اور انفرادی عزت و جان اور مال کی حفاظت کیسے ہو گی۔

ان ہر دو تاثرات کے سلسلے میں "راقم الحروف" تو صرف "نقل" ہی کا مجرم ہے [illegible] وہ جذبات جو راقم [illegible] کے اپنے ہیں ان [illegible] اس وقت [illegible] پیش کرے گا [illegible] صحبت باقی [illegible] دل کی بات کہنے کا [illegible] گا۔

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں

تعلیمات مجددیہ

تالیف: ملک حسن علی بی اے جامعی ۔ ضخامت ۔ تصویری ... وہ صفحات ۔ مجلد ۔ ہدیہ ... ۔ پتہ: مجلس ... اشاعت ... نمبر ... ۔

دین قیم کی حفاظت کا الٰہی انتظام، حکمتِ الٰہیہ کا عجیب مظہر ہے کہ حق کے بیان و فروغ کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ ایک ہیرو، کوئی ہے ... اطہار، مستفاد، ... محدثین، فقہا، مجتہدین، مبلغین، دعاۃ، واعظین، مبشرین، منذرین، ارباب سلوک و تقویٰ، متعدد و مختلف جہتوں اور مشاغل کے حاملین امت محمدیہ کے ہر دور میں پیدا ہوتے رہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ان میں سے ہر ایک کو شرف و عظمت حاصل ہے۔ ... ان کے ... سے استفادہ ... ضروری ہے اور ہر بار احسان مند ...

لیکن ان سب کے ساتھ ساتھ ایک خاص طرح کا طبقہ دین اور ملت کی امامت کا شرف حاصل کرتا رہا ہے۔ ... وہ ... کی بھی ... اس امت پر ... جس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا تھا۔

یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله
ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین
وتاویل الجاهلین ...
...

(ہر دور میں کچھ ایسے عادل ... پیدا ہوتے رہیں گے جو غلو کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کی افترا پردازی اور جاہلوں کی تاویلات کے غبار سے دین ... کا چہرہ صاف کریں اور اسے اس کی اصل صورت میں پیش کریں۔)

یہ وعدہ بھی تمام ترکامیابیوں کے ساتھ پورا ہوا اور سیدنا ... اسماعیل شہید علیہم الرحمۃ والغفران ... جب حضرت ... جو دین کو اس کی اصل صورت میں پیش کرتے رہے۔

سنت الٰہیہ ہے کہ نظام کائنات کے مشاہدہ سے کچھ ... حضرت خاتم النبیین ... صلی اللہ علیہ وسلم کے ... عالم انسانی کا ایک دیا ... ہر ... مجددین و مجتہدین کے ایک ... کا آغاز ہوا ... کے بعد سے بعض وجوہ سے ... اس لئے کہ ...

چشمکری، ... سیاسی ... معاشرتی، تہذیبی ... انقلابات کے لئے ... ہندوستان ... تھا۔ اور اس ... دین کو ... اس کی حقیقی صورت میں ... کیا جائے۔ ... اس انداز سے پیش کیا جائے جو ... کے تقاضوں کو بھی پورا کرے اور جو الحاد پر ... باطل پرستوں کے ... اور جاہلوں و بدعتیوں کے ... تاویلات کی ... کا قلع قمع کر دیا جائے۔

... جس ... انکار ... بدعات ... اور دین ... حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ ... اور انہوں نے مجدد کے فرائض ... اس انداز سے انجام دیا ... آپ مجدد الف ثانی ... کے لقب سے معروف ہوئے اور ... کہ وہ اس کے مستحق تھے۔ ... بدعات ... تحریف ... دین ... معرفت الٰہیہ کے نام پر جاہلانہ ... کے ... سیاسی ... استبداد کا جو طوفان آج سے چار سو سال ... عالم دنیا میں بالعموم اور برصغیر میں بالخصوص اٹھا تھا، اس ... اس طوفان کا مقابلہ ہی نہیں کیا بلکہ اس کا رخ پھیر دیا، اور ... ایک ایسی شاہراہ ... کی ... جس پر ... آج تک ... اور اگر اس دنیا کو ... تو بعید نہیں کہ ... اس شاہراہ کے نقوش و آثار ... تابندہ تر ہوتے رہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے تجدیدی کارناموں کا دائرہ بے حد وسیع ہے۔ زیر نظر تالیف میں آپ کے اس عظیم کام کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں جو اصلاح عقائد و اعمال، اصلاح نفس و تزکیہ، ... کے سلسلہ میں انجام دیا گیا ... اس شمارہ میں ... زیر تبصرہ کتاب کے ایک ... سے دیکھی جا سکتی ہے)

مؤلف کتاب ملک حسن علی جامعی جنہیں اللہ تعالیٰ نے ... دینی حمیت و غیرت، ایمانی بصیرت اور علمی فضیلت ... فرمایا ہے۔ ... کتاب ... کے شیدائیوں کے ... مستحق ہیں کہ انہوں نے "تعلیمات مجددیہ" ... دلچسپ، مفید ... کتاب ترتیب دی، جس نے ... کے انداز ... تجدیدی مساعی کو ... اس کتاب کے بارے میں ... اعتقاد کے ... "تعلیمات مجددیہ" ... پیش ... نظر ... کتب کی تلخیص ... مؤلف نے بڑی محنت اور کاوش ... ایک عظیم ... کو ... کر ... ہم ان کے ... کے دعاگو ہیں۔

کا ایک سفارش اور ہر علمی گھر میں اس کے موجود رہنے کی پرزور سفارش کرتے ہیں۔

بقیہ: اسلام کا فلسفہ جنگ

حملہ کرے گا۔

آیا وہ اسے اپنے ساتھ ملا کر لائے گا یا گرد و پیش کے علاقے سے جمع کرے گا ... ان سے ... نہیں کرتی لیکن یہ بہت اہم اور ضروری ہیں۔

جنرل ... اپنی کتاب DIRECTION OF WAR میں ... سیاست پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو قوم آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اپنے دفاع و تحفظ کے لئے ہر وقت ... کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

اگر وہ تیار نہیں رہے گی تو آزادی کے ساتھ زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ اسے جلد غلامی کا طوق پہننا پڑے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی قوم کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔"

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاعی اصول

(STRATEGY OF DEFENCE)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پہلے دو سال میں جو دفاعی اصول اختیار فرمائے وہ مختصراً یہ ہیں:

۱۔ بلند کردار سپہ سالار

جنگ کا انحصار بڑی حد تک جرنیل کی شخصیت پر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں شخصی اخلاق ... کے وہ تمام اوصاف و محاسن موجود تھے جو زمانہ ... کے ماہرین کی نگری ... کمال ہے۔

۲۔ لشکری نظم و ضبط

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیل ترین مدت میں مسلمانوں کے اندر اصل روح کی ... حربی استعداد اور عزم و حوصلہ ... [illegible]

بقیہ ...

رئیس التحریر: عبدالرحیم اشرف

اسلامی قانون کی تدوین

مصنفہ: امین احسن اصلاحی

اگر آپ اس اہم ترین علمی و فقہی موضوع پر ماہرانہ بصیرت افروز بحث کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں ... تو ... ضرور افزائی کی جائے ... علوم کے ... عالم دین مولانا امین احسن

... کے انتظام و اہتمام سے سرکاری افسران ... انہوں نے ... فرمادیا کہ ایسے ... جن سے اخلاقی قدروں اور پاکستان کے سیاسی نظریہ کو نقصان پہنچتا ہو ان کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

... کی یہ وضاحت ... ڈپٹی کمشنر صاحب ... لائل پور میں ہونے والے ... کا ... مسرت کا باعث ہے ... ان دونوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ یہ سوال بھی ... کی خدمت میں ... کہ ... ہر ضلع میں جشن منانے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور ان جشنوں میں ثقافت کے نام پر ... بے حیائی، فحاشی، رقص ... اور مرد و زن کے ... اختلاط کی لعنت کو فروغ کا اہتمام سرکاری سطح پر ...

پرنٹر ... سے چھپوا کر دفتر المنبر جناح کالونی لائل پور سے شائع کیا